باب 14

عہد خلافت راشدہ پر ایک اجتماعی نظر

سوال: خلافت کا معنی و مفہوم واضح کرتے ہوئے خلافت راشدہ کی خصوصیات تحریر کیجئے۔

☆ خلافت راشدہ کی خصوصیات پر جامع نوٹ لکھئے۔ (گوجرانوالہ بورڈ 2009ء، لاہور بورڈ 2012ء)

☆ خلفاء راشدین کے نظام حکومت کی نمایاں خصوصیات تحریر کیجئے۔ (لاہور بورڈ 2007ء)

جواب: خلافت کا معنی و مفہوم اور خلافت راشدہ کی خصوصیات

خلافت کا معنی و مفہوم:

خلافت کا لفظ ''خلف'' سے ہے۔ خلف کا معنی ہے: پیچھے۔ خلافت کا معنی کسی دوسرے کے بعد یا پیچھے آنا، جانشینی، نیابت وغیرہ ہے۔ پیچھے آنے والے یا جانشین و نائب کو خلیفہ کہا جاتا ہے۔ اسلامی اصطلاح میں خلافت ایک منصب ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے نائب اور جانشین کی حیثیت سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے، پھر ان کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے، پھر ان کے بعد حضرت عثمان غنیؓ نے، پھر ان کے بعد حضرت علی المرتضیٰؓ نے، پھر ان کے بعد حضرت حسنؓ بن علیؓ نے، پھر ان کے بعد حضرت امیر معاویہؓ نے اسلامی مملکت کا انتظام حکومت نے سنبھالا اور پھر اسی طرح ایک کے بعد دوسرا انتظام سنبھالتا رہا، تو یہ سب ایک دوسرے کے لئے خلیفہ تھے۔ ہر بعد میں آنے والا پہلے کا خلیفہ تھا۔ اس سارے سلسلہ کو خلافت کہا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ پوری مملکت اسلامیہ کے سربراہ کے لئے اسلامی اصطلاح میں خلیفہ کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ''خلیفۃ الرسول ﷺ'' (رسول ﷺ کا نائب) کا لقب اختیار کیا، حضرت عمر فاروقؓ کو ابتداء میں ''خلیفۃ خلیفۃ الرسول ﷺ'' (رسول ﷺ کے نائب کا نائب) کہا گیا، لیکن پھر یہ خیال کیا گیا کہ اس طرح تو ہر بعد میں آنے والے کے لئے سلسلہ دراز ہوتا جائے گا چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ نے بعد میں ''امیر المؤمنین'' (مؤمنوں کا امیر) کا لقب اختیار کر لیا اور پھر بعد کے خلفائے بھی یہی لقب اختیار کیا۔

خلافت راشدہ کی خصوصیات:

عہد خلافت راشدہ اسلامی تاریخ کا زرین باب تھا۔ ذیل میں ہم اس عہد کی اہم خصوصیات کا تذکرہ کر رہے ہیں کہ جن خصوصیات کی وجہ سے یہ دور تاریخ عالم کے باقی ادوار سے ممتاز ہوتا ہے:

1- حاکمیت اعلیٰ: عہد خلافت راشدہ میں حاکمیت اعلیٰ اور اقتدار اعلیٰ کا اختیار صرف اللہ ہی کے لئے تھا۔ کسی بھی پیش آمدہ مسئلہ میں سب سے پہلے کتاب اللہ سے راہنمائی حاصل کی جاتی تھی اور اگر کسی مسئلہ میں کتاب اللہ سے واضح راہنمائی نہ ملے تو وحی خفی کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

2- دستور حکومت: عہد خلافت راشدہ میں دستوری حیثیت قرآن و سنت کو حاصل تھی۔ قرآن و سنت کے مطابق انتظام حکومت چلایا جاتا اور ان سے سر مو انحراف نہ کیا جاتا۔

3- مشاورت: خلافت راشدہ کا انتظام سلطنت مشاورت سے چلایا جاتا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے صحابہ کرامؓ سے مشورے کا التزام فرمایا' حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں باقاعدہ مجلس مشاورت قائم تھی' حضرت عثمان غنیؓ اپنے عمال کی مشاورت طلب فرمایا کرتے تھے' حضرت علیؓ بھی اپنے افسروں سے مشورہ کیا کرتے تھے۔

4- قانون کی بالادستی: عہد خلافت راشدہ میں قانون کو بالادستی حاصل تھی۔ خلیفۂ وقت پر بھی اگر کوئی الزام لگایا جاتا تو اسے بھی عدالت کے کٹہرے میں حاضری دینا پڑتی۔ اگر حضرت عمر فاروقؓ کا بیٹا ابوشحمہ بھی شراب نوشی میں ملوث پایا جاتا ہے تو اس کے ساتھ بھی کوئی رعایت نہیں کی جاتی' بلکہ حضرت عمر فاروقؓ اسے خود اپنے ہاتھ سے اسی کوڑے لگاتے ہیں۔

5- عدل وانصاف: عہد خلافت راشدہ میں عدل وانصاف کا دور جورہ تھا۔ خود حضرت علیؓ اپنی گم شدہ زرہ ایک انصاری کے پاس دیکھتے ہیں تو قاضی شریح کی عدالت میں مقدمہ کرتے ہیں۔ قاضی گواہ طلب کرتا ہے تو حضرت علیؓ اپنے بیٹے اور ایک غلام کو پیش کرتے ہیں لیکن قاضی شریح نے باپ کے حق میں بیٹے کی اور آقا کے حق میں غلام کی گواہی قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت علیؓ اپنے خلیفہ ہونے کا فائدہ نہیں اٹھاتے بلکہ فیصلہ تسلیم کر لیتے ہیں کیونکہ عدالتی فیصلہ گواہوں کی بنا پر ہی کیا جاتا ہے۔

6- تبلیغ دین: انتظام خلافت کی مصروفیات کے باوجود خلفائے راشدین اشاعت وتبلیغ کے فریضہ سے بھی غافل نہیں ہوئے بلکہ اس کے لئے مناسب انتظامات فرماتے رہے۔ حسب ضروریات معلمین اور تبلیغی وفود بھی بھیجے جاتے تھے۔

7- اشاعت علوم: علوم اسلامیہ کی اشاعت وترویج کے سلسلہ میں بھی عہد خلفائے راشدین میں گرانقدر خدمات سرانجام دی گئیں۔ تعلیم و تدریس کے باقاعدہ حلقے بنے' جمع وتدوین قرآن حکیم کا عظیم کارنامہ سرانجام دیا گیا' مختلف صحابہ کرامؓ نے احادیث کے مجموعے مرتب کئے۔

8- بنیادی حقوق کا تحفظ: عہد خلفائے راشدین میں مسلم وغیر مسلم عوام کے بنیادی حقوق کا تحفظ کیا گیا۔ ہر ایک کی جان ومال اور عزت و آبرو کی حفاظت کی کوشش کی گئی۔ ایک موقع پر جب اہل حمص غیر مسلموں کے متعلق محسوس کیا گیا کہ اب ان کی حفاظت اور تحفظ کی ذمہ داری نبھانے کے لئے فوج ان کے پاس رہنے سے قاصر ہو گئی ہے تو ان کا جزیہ واپس کر دیا گیا۔

9- آزادئ اظہار: عہد خلافت راشدہ میں ہر شخص کو اپنی رائے اور اظہار خیال کی مکمل آزادی حاصل تھی۔ خلیفۂ وقت کو بھی ٹوک دینا کوئی بڑی بات نہ تھی۔

10- عوام کی فلاح و بہبود: خلفائے راشدین نے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے بھی بہت سے کام کئے۔ سڑکیں اور راستے بنوائے' نہریں کھدوائیں' کنویں بنوائے' پل تعمیر کروائے' بند بنوائے' سرائیں اور چوکیاں بنوائیں' غرضیکہ بہت سے فلاحی اقدامات کئے گئے۔

11- امانت ودیانت: خلفائے راشدین خود بھی امانت ودیانت سے امور مملکت چلایا کرتے تھے اور امور مملکت میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتے تھے' کیونکہ امور مملکت میں کوتاہی کرنا بھی امانت میں خیانت ہے۔ عوام کو بھی امانت ودیانت کی ترغیب دی جاتی۔ بددیانتی پر پکڑ کی جاتی۔ عمال اور گورنروں کا احتساب کیا جاتا اور انہیں بھی امور مملکت میں امانت ودیانت کا پابند کیا جاتا۔ بیت المال کی رقم یا دیگر سامان کا خاص طور پر خیال کیا جاتا۔

12- امن وامان: عہد خلافت راشدہ میں امن وامان کی صورتحال نہایت بہترین تھی۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں حضرت عمر فاروقؓ کو مدینہ میں قاضی مقرر فرمایا گیا تھا' آپؓ کے پاس دو سال تک ایک مقدمہ بھی پیش نہ ہوا۔

13- مساوات: عہدِ خلافت راشدہ میں ہر ایک کو بحیثیت انسان مساوی درجہ حاصل تھا۔ امیر وغریب آقا وغلام میں سے کسی کو دوسرے پر فوقیت حاصل نہیں تھی۔ ایک دفعہ شام کا مشہور رئیس جبلہ بن الایہم غسانی کعبہ کا طواف کر رہا تھا اس کی چادر کا ایک کونہ ایک بدو کے پاؤں کے نیچے آ گیا۔ جبلہ نے غصے میں اس بدو کو تھپڑ لگا دیا' اس بدو نے بھی جواب میں تھپڑ لگا دیا۔ جبلہ غصے میں حضرت عمر فاروقؓ کے پاس پہنچا اور شکایت کی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم نے جو کچھ کیا تھا اسی کی سزا تمہیں ملی ہے۔

14- تقویٰ و پرہیزگاری: عہد خلافت راشدہ میں تقویٰ و پرہیزگاری کی فضا قائم تھی۔ خلفائے راشدین خود بھی نہایت متقی و پرہیزگار تھے اور اسی کا درس دیا کرتے تھے۔ یہ صحابہ کرامؓ کا دور تھا کہ جو تقویٰ کے پہاڑ تھے۔

15- سادگی: خلفائے راشدین خود بھی سادہ طبیعتوں کے مالک تھے اور دوسروں کے لئے بھی سادگی ہی پسند کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ جب بیت المقدس گئے اور وہاں اپنے استقبال کے لئے آنے والے فوجی افسروں کو قیمتی قبائیں پہنی دیکھیں تو ناراض ہوئے۔ لیکن جب انہوں نے قباؤں کے نیچے ہتھیار دکھائے تو مطمئن ہو گئے۔

سوال: عہد خلافت راشدہ میں اسلامی ترقی کا جائزہ لیجئے۔

جواب

عہد خلافت راشدہ میں اسلامی ترقی

عہد خلافت راشدہ کو صحیح معنوں میں تاریخ اسلام کا سنہری دور قرار دیا جاسکتا ہے۔ ذیل میں ہم اس عہد کی اسلامی ترقی کا جائزہ لے رہے ہیں:

1- جمع و تدوین قرآن حکیم: حضور اکرم ﷺ کے دور میں اگرچہ مکمل قرآن حکیم تحریری شکل میں آ چکا تھا لیکن ابھی تک باقاعدہ ایک نسخہ میں مرتب نہیں تھا اور فی الحال ایسا ہونا ممکن بھی نہیں تھا' کیونکہ حضور اکرم ﷺ کی وفات تک کسی بھی وقت کسی نئی آیت کے نزول کا امکان باقی تھا۔ اب اگر قرآن حکیم کا ایک نسخہ کسی وقت تیار کر لیا جاتا اور بعد میں کوء اور آیت یا آیات نازل ہو جاتیں تو اس نسخہ کو دوبارہ توڑ کر از سر نو مرتب کرنا پڑتا۔ عہد صدیق اکبرؓ میں قرآن حکیم کو ایک نسخہ میں مرتب کیا گیا۔ پھر حضور اکرم ﷺ کے دور میں سہولت کے لئے عرب کے تمام قبائل کو اجازت دی گئی تھی کہ وہ اپنے اپنے لہجہ میں قرآن حکیم پڑھ سکتے ہیں اور اپنے اپنے رسم الخط میں لکھ سکتے ہیں۔ چنانچہ عرب میں مختلف قرأتیں رائج تھیں' لیکن اس اختلاف کا معانی و مفاہیم پر اثر نہیں پڑتا تھا۔ عرب قرأتوں کے اختلاف کی حقیقت جانتے تھے لیکن جب عجمی علاقوں کی فتوحات کا آغاز ہوا تو قرأتوں کے اختلاف سے فتنہ کا خدشہ پیدا ہو گیا چنانچہ حضرت عثمان غنیؓ کے دور میں امت کو ایک قرأت پر جمع کیا گیا۔ یہ اقدام ایک لحاظ سے اسلام کی ترقی میں شمار کیا جاسکتا ہے کیونکہ جمع و تدوین قرآن حکیم کے بعد کے ادوار پر کافی مثبت اثرات مرتب ہوئے۔

2- علوم اسلامیہ کی ترویج: اسلامی ترقی کے سلسلہ میں دوسرا اہم اقدام مملکت اسلامیہ میں علوم اسلامیہ کی ترویج تھا۔ اس کے بھی بعد کی تاریخ پر مثبت اثرات مرتب ہوئے۔ عہد خلافت راشدہ میں قرآن' حدیث اور فقہ کی تعلیم و تدریس پر خاص طور پر توجہ دی گئی تھی۔ مساجد میں باقاعدہ مکاتب قائم کئے گئے اور تنخواہ دار اساتذہ کی خدمات بھی حاصل کی گئیں۔ بہت سے صحابہ کرامؓ نے بغیر کسی تنخواہ یا وظیفہ کے بھی صرف اور صرف اللہ کی رضا کے حصول کے لئے اپنی علمی خدمات وقف کیں۔ بعض صحابہ کرامؓ نے احادیث کے مجموعے بھی مرتب کئے۔ حکومت کی طرف سے مفتیوں کا بھی تقرر کیا گیا کہ جن سے عوام مسائل کی دریافت کے سلسلہ میں رجوع کرتے۔

3- منظم نظام حکومت: عہد خلافت راشدہ نے ایک منظم نظام حکومت بھی متعارف کروایا کہ جو بعد کے ادوار کے لئے ایک مثال اور نمونہ تھا۔ اس میں فوجی نظام' عدالتی نظام' قیام امن کے انتظامات' ملک کا انتظامی ڈھانچہ' بیت المال اور اس کے انتظامات وغیرہ سب کچھ شامل ہے۔ ابتداء میں اسلامی حکومت کی حدود زیادہ وسیع نہیں تھیں' جوں جوں اسلامی مملکت کی حدود میں وسعت پیدا ہوتی گئی اور نئے نئے علاقے اسلامی مملکت میں داخل ہوتے گئے' حکومت کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہوتا گیا۔ خلفائے راشدین نے نہایت احسن انداز میں یہ مکمل کنٹرول رکھا اور بعد کے خلفاء و امراء کو بھی نظام چلانے کا طرز سکھا دیا۔

4- سن ہجری کا نفاذ: اسلامی ترقی کی طرف ایک نہایت اہم قدم یہ بھی تھا کہ حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں مسلمانوں کے اپنے سن کا آغاز کیا گیا۔ اس انقلابی قدم سے بہت سی آسانیاں پیدا ہوئیں۔ کلینڈر کی ہر قسم کی ضروریات پوری ہوئیں۔ خاص طور پر تاریخ نویسوں کے

لئے بہت آسانی پیدا ہوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ سن ہجری کی ابتداء امت کے لئے خلافت راشدہ کا ایک نہایت عمدہ تحفہ ہے۔

5- بحری بیڑہ: حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں بحری بیڑے کی تیاری بھی اسلامی ترقی کی طرف ایک نہایت مستحسن اقدام تھا۔ بحری بیڑے کے ذریعے ہی سمندر پار فتوحات حاصل کر کے اسلامی مملکت کی حدود میں وسعت پیدا کی گئی اور دور دراز کے علاقوں تک اسلام کا پیغام پہنچایا گیا۔

6- فتوحات: عہد خلافت راشدہ میں فتوحات بھی اسلامی ترقی کا ایک اہم باب شمار کی جاسکتی ہیں۔ ان فتوحات کے ذریعے اسلام کے قدم عرب سے نکل کر عراق، شام، برصغیر پاک و ہند، ایشیائے کوچک کے ممالک، افریقہ اور یورپ تک پہنچے۔

یہاں ایک غلط فہمی کا ازالہ کر دینا ضروری ہے کہ بعض لوگ اسلامی فتوحات کو دیکھ کر یہ کہنے لگتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا، حالانکہ حقیقت یہ نہیں ہے۔ اسلام نے تو یہ بنیادی اصول دیا ہے کہ:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ .(2البقرہ 256)

دین کے معاملے میں زبردستی نہیں ہے۔

اسلامی فتوحات کی تاریخ اٹھا کر دیکھئے آپ کو کوئی ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملے گا کہ کسی علاقے میں علاقہ کی فتح کے بعد وہاں کے رہنے والوں کو بزور شمشیر اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا گیا ہو۔ تاریخ میں ہمیں یہی ملے گا کہ مفتوحہ علاقوں کے عوام نے اسلامی تعلیمات کی خوبصورتی اور مسلم فاتحین کے اخلاق و کردار سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا۔ ہر علاقہ میں اسلام کی دعوت ضرور دی گئی، لیکن اگر انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تو دوسرے نمبر پر انہیں جزیہ دینے کا کہا گیا، نہ کہ ان پر تلوار چلا دی گئی۔ جس علاقے کی عوام نے جزیہ دینا قبول کر لیا انہیں پھر اسلام پر مجبور نہیں کیا گیا۔ وہ غیر مسلم ہوتے ہوئے بھی اسلامی ریاست کے شہری رہے۔ نیز یہ کہ جزیہ بھی خود انہیں کے جان و مال کے تحفظ کے انتظامات کے بدلے لیا جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں حمص کے علاقے کے متعلق خیال کیا گیا کہ اب اس کی حفاظت کا انتظام کرنا ممکن نہیں رہا تو اہل حمص کو جزیہ کی رقم واپس کر دی گئی۔ اگر اسلام تلوار کے زور پر ہی پھیلا ہے تو حضور اکرم ﷺ کے مکی دور میں من جن لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا ان پر کونسی تلوار مسلط تھی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ تلوار تو انہیں اسلام سے روکنے کی کوشش میں مصروف تھی۔ تلوار تو اہل مکہ نے اسلام کے خاتمہ کے لئے چلائی تھی۔ اسلام کو تلوار کے ذریعے پھیلایا نہیں گیا تھا بلکہ اسلام کو تلوار کے ذریعے ختم کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اسلام جو پھیلا ہے تو اپنی تعلیمات کی خوبصورتی اور مسلمانوں کے اخلاق و کردار سے پھیلا ہے۔

سوال: خلافت راشدہ کے انتظام سلطنت پر جامع مضمون تحریر کیجئے۔

جواب

خلافت راشدہ کا انتظام سلطنت

خلفائے راشدین کے انتظام سلطنت کی چیدہ چیدہ خصوصیات حسب ذیل ہیں:

1- حاکمیت اعلیٰ: اسلامی ریاست کا یہ امتیاز کہ اس میں اقتدار اعلیٰ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہوتا ہے، خلفائے راشدین کے دور میں بدرجہ اتم موجود رہا۔ کسی بھی فیصلہ میں سب سے پہلے قرآن حکیم سے راہنمائی حاصل کی جاتی یا اگر قرآن حکیم سے واضح راہنمائی اس مخصوص مسئلہ میں نہ ملتی تو وحی خفی کی طرف رجوع کیا جاتا اور اگر وحی خفی سے بھی واضح راہنمائی حاصل نہ ہوتی تو قرآن و سنت کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اجتہاد کیا جاتا۔

2- خلیفہ: حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد خلافت کا نظام رائج ہوا اور ایک خلیفہ کی وفات کے بعد دوسرا خلیفہ منتخب کر لیا جاتا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی جاتی۔

3- شوریٰ: شوریٰ یا مشاورت کا نظام جس طرح دور نبوی ﷺ میں رائج تھا اسی طرح خلافت راشدہ کے دور میں بھی رائج رہا۔ مجلس

مشاورت اکابر صحابہ کرامؓ پر مشتمل ہوتی اور اس میں مہاجرین وانصار کو نمائندگی دی جاتی۔ دورِ صدیق اکبرؓ میں باقی تین خلفاء، دورِ فاروق اعظمؓ میں عثمانؓ و علیؓ اور دورِ عثمان غنیؓ میں حضرت علیؓ مشیر کی حیثیت سے رہے۔ ان کے علاوہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف، حضرت معاذؓ بن جبل، حضرت ابیؓ بن کعب اور حضرت زیدؓ بن ثابت وغیرہ جیسے صاحب رائے افراد خلافت راشدہ کے دور میں مجلس مشاورت میں شریک رہے۔ حضرت علیؓ کے دور میں بہت سے عراقی شوریٰ کے رکن بن گئے، کیونکہ مرکز خلافت مدینہ سے کوفہ منتقل کر دیا گیا تھا۔

4- مرکزی نظام: مرکزی نظام میں خلیفہ اور شوریٰ لازم تھے۔ خلیفہ کا انتخاب عام مسلمان کرتے اور شوریٰ کا انتخاب خلیفہ کی صوابدید پر ہوتا۔ مرکزی نظام کے فرائض میں سرحدوں کا دفاع، مفتوحہ علاقوں کا انتظام، عدالتی نظام، اشاعت اسلام اور قیام امن وغیرہ شامل تھے۔ صوبائی عمال کا تقرر بھی مرکزی نظام کی ذمہ داری تھی اور ان عمال کا محاسبہ بھی مرکزی نظام ہی کے ذمہ تھا۔

5- صوبائی نظام: کاتب، دیوان، میر منشی، صاحب احداث، نگران بیت المال اور قاضی وغیرہ مختلف حصوں میں مختلف مقرر کئے جاتے تھے اور مختلف علاقوں یا صوبوں کی الگ الگ مجلس مشاورت بھی تشکیل دی جاتی تھی۔ مکہ، مدینہ، شام، مصر، کوفہ، بصرہ، فلسطین، خراسان اور فارس وغیرہ اہم صوبے تھے۔ ان میں سے ہر صوبہ کے لئے الگ عامل یا گورنر مقرر ہوتا۔

6- عمال: عمال کا تقرر عموماً صوبہ کی عوام کی رائے کے مطابق کیا جاتا، لیکن اس تقرر کا اختیار براہ راست خلیفہ کے پاس ہوتا۔ محاسبۂ عمال کا نظام نہایت سخت تھا۔ عمال کے خلاف شکایت کی سماعت براہ راست خلیفہ کرتا تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے عمال پر خصوصی پابندیاں لگائیں مثلاً یہ کہ وہ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہوں گے، باریک لباس نہ پہنیں گے، دروازے پر دربان مقرر نہ کریں گے، چھنا ہوا آٹا استعمال نہ کریں گے وغیرہ۔ عمال کی تقرری کے وقت اس کے اثاثوں کی فہرست تیار کر لی جاتی اور بعد میں مناسب وقفوں سے چیک کیا جاتا کہ ان میں کوئی غیر قانونی اضافہ تو نہیں ہو گیا۔

7- کاتب: خلفائے راشدین اگرچہ خود کتابت جانتے تھے اور کتابت کے امور سرانجام دیتے تھے، لیکن اس کے باوجود اپنی معاونت کے لئے سیکرٹری کی حیثیت سے کاتب مقرر کر لئے جاتے مثلاً حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت عبداللہؓ بن ارقمؓ کو اپنا کاتب یا سیکرٹری مقرر کر رکھا تھا اور حضرت عثمان غنیؓ کے دور میں مروان بن حکمؓ یہ فریضہ سرانجام دینے پر مامور تھا۔

8- فوجی نظام: خلفائے راشدین کے دور میں فوجی نظام آہستہ آہستہ بہت مستحکم ہو گیا۔ عموماً دو قسم کی فوج ہوتی: باقاعدہ اور رضا کار، فوجی تربیتی مراکز، چھاؤنیاں اور قلعے تعمیر کروائے گئے۔ فوجیوں کی تنخواہوں اور وظائف کا اہتمام کیا گیا۔ سامان رسد کی فراہمی کے لئے ایک الگ باقاعدہ شعبہ قائم کیا گیا۔ گھوڑوں کی پرورش اور اسلحہ سازی کا انتظام کیا گیا۔ فوجیوں کو مناسب حد تک رخصت بھی دی جاتی۔ جاسوسی کے لئے تربیت یافتہ افراد تیار کئے گئے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے بہت سی فوجی اصلاحات کیں اور حضرت عثمان غنیؓ کے دور میں بری کے ساتھ ساتھ بحری فوج بھی تیار کی گئی۔

9- عدالتی نظام: عہدِ خلافت راشدہ میں مستقل عدالتیں اور دار القضا قائم ہوئے اور قاضیوں کا تقرر کیا گیا۔ مرکزی عدالت میں خلیفہ خود چیف جسٹس کے فرائض سرانجام دیتا۔ عدل کا دروازہ ہر ایک کے لئے کھلا رہتا۔ خلیفہ پر بھی اگر الزام آجائے تو اسے ملزم کی حیثیت سے کٹہرے میں پیش ہونا پڑتا۔ صوبائی اور ضلعی عدالتوں کا بھی نظم قائم ہوا۔ ذمیوں اور غیر مسلم اقلیتوں کو اپنی پنچائتیں قائم کرنے کی اجازت تھی۔ فتویٰ اور دار الافتاء کا نظام بھی قائم ہوا۔

10- محکمۂ پولیس: مجرموں کا سراغ لگانا، انہیں سزا دینا، امن کی بحالی، بازار کے حالات کا جائزہ وغیرہ یہ سب پولیس کی ذمہ داریاں تھیں اور اس مقصد کے لیے باقاعدہ پولیس فورس مقرر کی گئی تھی۔ راتوں کو گشت کرنا بھی سپاہیوں کی ذمہ داری تھی۔ محکمۂ پولیس کو "احداث" کا نام دیا گیا تھا اور پولیس انسپکٹر کو "صاحب الاحداث" کہا جاتا تھا۔

11- احتساب: تمام شہروں میں محکمۂ احتساب بھی قائم کیا گیا تھا۔ محکمۂ احتساب کا کام کسی بھی خلاف شریعت کام کی روک تھام اور شریعت کے تابع رہنے کی ترغیب دینا تھا۔ مرکزی سطح پر خلیفہ خود محکمۂ احتساب کا سربراہ ہوتا اور کسی سے بھی باز پرس کرنے کا اختیار رکھتا تھا۔

12- جیل: خلفائے راشدین کے دور میں ملزموں کو سزا دینے کے لیے اور قید کرنے کے لیے باقاعدہ جیل بنانے کا انقلابی قدم اٹھایا گیا۔

13- معاشی نظام: عہد صدیق اکبرؓ میں بھی بیت المال موجود تھا اور طبقات ابن سعد کی ایک روایت سے بیت المال کو تالا لگائے جانے کا بھی علم ہوتا ہے، لیکن عموماً جو رقم آتی فوراً تقسیم ہو جایا کرتی تھی۔ حتیٰ کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کے وقت جب بیت المال کو کھولا گیا تو اس میں سے صرف ایک درہم نکلا۔ عہد فاروق اعظمؓ کی وفات کے وقت جب بیت المال کو کھولا گیا تو اس میں سے صرف ایک درہم نکلا۔ عہد فاروق اعظمؓ میں مزید منظم و باقاعدہ انداز میں بیت المال قائم کیا گیا۔ مختلف صوبوں کے عمال زکوٰۃ و صدقات، خمس، عشر اور خراج وغیرہ مختلف مدات میں اکٹھی کی گئی رقم میں سے صوبائی ضرورت کے لئے نکال کر باقی مرکزی بیت المال میں بھیج دیتے۔ بیت المال کی آمدن و خرچ کا باقاعدہ حساب رکھا جاتا اور بیت المال کی عمارت پر باقاعدہ پہرے کا بھی انتظام ہوتا۔ مرکزی بیت المال کے علاوہ صوبائی بیت المال بھی قائم تھے۔

14- محکمہ تعلیم: عہد نبوی ﷺ سے ہی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی جا رہی تھی۔ عہد خلفائے راشدین میں بھی اس طرف بھرپور توجہ دی گئی۔ مساجد میں مکاتب قائم کئے گئے۔ باقاعدہ تنخواہ دار معلمین کی خدمات حاصل کی گئیں۔ قرآن، حدیث اور فقہ کی تعلیم و تدریس پر خصوصی توجہ تھی۔

15- زرعی نظام: زراعت کی طرف بھی عہد خلافت میں خصوصی توجہ دی گئی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اس سلسلہ میں قابل قدر اصلاحات کا نفاذ کیا۔ بے آباد زمینوں کی کاشت کی ترغیب دلائی گئی۔ زرعی زمینوں کی پیمائش کا کام کیا گیا۔ کاشت کاروں کو زمین کے مالکانہ حقوق دے کر ان کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ اس خصوصی توجہ کا نتیجہ انتہائی بہتر رہا۔ عہد فاروق میں صرف ایک سال میں عراق کے خراج کی رقم ڈیڑھ گنا ہو گئی۔

16- مفتوحہ علاقے: مفتوحہ علاقوں کے انتظام و انصرام کی طرف بھی توجہ دی گئی۔ عموماً مفتوحہ علاقوں میں موجود پہلے سے موجود تنظیمی ڈھانچوں کو برقرار رکھا گیا۔ مفتوحہ علاقوں میں موجود قوانین کو اسلام کے مطابق ڈھال دیا گیا۔ ظالمانہ اور غیر منصفانہ قوانین کو سختی سے کچل دیا گیا۔

17- رفاہِ عامہ: رفاہِ عامہ کے امور کی طرف بھی بھرپور توجہ دی گئی۔ نہری نظام کی اصلاح کی گئی، سڑکیں اور پل تعمیر کئے گئے، مناسب مقامات پر سرائیں اور مہمان خانے بنائے گئے، حفاظتی چوکیاں قائم کی گئیں، ڈاک کا مؤثر انتظام کیا گیا، کنویں کھدوائے گئے اور شہریوں کے ہر قسم کے حقوق کے تحفظ کا خیال کیا گیا۔

......☆......

www.downloadclassnotes.com